خاندانی منصوبہ بندی اور مذہب*

رفیع اللہ

لیکچرار، گورنمنٹ کالج، گوجرخانہ

عنوان بالا پر ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے مقالہ پر محترم مدیر ''میثاق'' لاہور نے اپنے ماہنامہ میں ایک لمبی چوڑی تنقید شائع کی ہے جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی یعنی ضبط ولادت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں اور جو قوم اسے اختیار کرے گی وہ خدا تعالیٰ کی لعنت کی مستحق ہوگی -

ایک طالب علم کی حیثیت سے راقم الحروف اپنے آپ کو صرف حتمی اور یقینی دلائل تک محدود رکھے گا، کیونکہ اشارات اور استعارات میں تو ہر صاحب قلم اپنے مطلب کی باتیں نکال لیتا ہے - ویسے اس موضوع پر اتنے واضح اور حتمی احکام موجود ہیں کہ ہمیں اشاروں اور استعاروں میں پناہ لینے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی - اس بحث کا محور چونکہ امام غزالی رح اور فقہاء کا مسلک ہے اس لئے ہم اپنے جائزہ کی ابتدا اس سے کرتے ہیں - (ر - ۱)

امام غزالی رح کا مسلک

محترم مدیر میثاق کا پہلا اور اہم اعتراض یہ ہے کہ ضبط ولادت کی تائید میں امام غزالی رح کی عبارت سے غلط استدلال کیا گیا ہے - فرماتے ہیں :-

---

* صاحب مضمون نے اس مقالہ میں مدیر میثاق کے اعتراضات (شمارہ جات ۸، ۹، ۱۰، ۱۲) کا تنقیدی جائزہ لیا ہے -

" بلکہ امام غزالی کا مذہب نقل کرنے میں نہایت سخت بد دیانتی کا ثبوت دیا ہے - ڈاکٹر صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام غزالی نے خاندانی منصوبہ بندی کی حمایت میں کوئی مقالہ لکھا ہے حالانکہ خاندانی منصوبہ بندی تو درکنار وہ عزل کے بھی مخالف ہیں - پس زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اس کی حرمت کے قائل نہیں ہیں بلکہ کراہت کے قائل ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص معاشی اندیشوں سے اس قسم کی حرکت کرے تو اس کا یہ فعل توکل اور اعتماد علی اللہ کے منافی ہے اس لئے کہ خدا نے وان من دابة الا علی اللہ رزقھا فرما کر ہر مخلوق کے رزق کی ضمانت دی ہے " (۱) -

محترم مولانا اگر یہاں پر امام غزالی رح کی اصل عبارت نقل فرما دیتے تو مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر ایسا کرنے سے چشم پوشی اختیار کی گئی ہے - کیونکہ ایک دوسرے مقام پر جہاں مولانا نے یہ عبارت نقل کی ہے ' وہاں عبارت کے ان حصوں کو بالکل حذف کر دیا گیا ہے جہاں ضبط ولادت کی واضح اجازت موجود ہے - اور صرف یہ ٹکڑا نقل کیا ہے -

نعم الکمال والفضل فی التوکل والثقة بضمان اللہ حیث قال وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا فلاجرم فیہ سقوط عن ذروة الکمال (۲)

(ہاں کمال اور فضیلت کا درجہ اللہ پر توکل کرنے اور اس کی دی ہوئی ضمانت پر بھروسہ کرنے ہی میں ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے اور نہیں ہے زمین میں کوئی جاندار مگر اس کی روزی اللہ ہی کے ذمہ ہے سو اس اعتبار سے بلاشبہ معاشی وجوہ کی بنا پر عزل کرنے والوں کا فعل درجہ کمال سے گرنے کے ہم معنی ہے) -

مولانا نے اس عبارت کا مندرجہ ذیل ابتدائی ٹکڑا چھوڑ دیا ہے جس میں معاشی وجوہ کے لئے ضبط ولادت کو جائز قرار دیا گیا ہے ۔

معاشی تنگدستی کی وجہ سے ضبط ولادت

الثانیة الخوف من کثرة الحرج بسبب کثرة الاولاد والاحتراز من الحاجة الی التعب فی الکتب و دخول مداخل السوء هذا ایضاً غیر منهي عنه ۔ فان قلة الحرج معین علی الدین — (۳)

(تیسری صورت یہ ہے کہ زیادہ اولاد کی وجہ سے تکلیف کے خوف سے یا کسب رزق میں مشکلات پیش آنے کی وجہ سے یا برائیوں میں پڑ جانے کی وجہ سے ضبط ولادت کے لئے عزل جائز ہے کیونکہ جتنی مشکلات کم ہوں گی وہ دین کے لئے فائدہ مند ہوں گی) ۔

اس عبارت کا آخری ٹکڑا حذف کرنے میں تو مولانا نے اور بھی کمال کیا ۔ اس ٹکڑے میں امام صاحب ضبط ولادت کے خلاف توکل ہونے کے اعتراض کا جواب دیتے ہیں لیکن مولانا نے اعتراض کا جواب نقل کرنے کی بجائے وہ اعتراض ہی سرے سے امام صاحب کے نام منسوب کر دیا ۔ امام صاحب کی اصل عبارت ملاحظہ ہو ۔

" ولکن النظر الی العواقب وحفظ المال وادخاره مع کونه مناقضاً للتوکل لا نقول انه منهی عنه (۴)

(لیکن نتائج کو بھی دیکھنا پڑتا ہے اس کی وضاحت اس مثال سے ہو گی کہ مال جمع کرنا اور اس کی حفاظت کرنا بھی توکل علی اللہ کے خلاف ہے لیکن کوئی نہیں کہتا کہ ایسا کرنا دین میں ناجائز ہے) ۔

ملاحظه هو امام صاحب تو ضبط ولادت کے جواز کو هر شک و شبه سے بالا قرار دینے کے لئے هر ممکن اعتراض کا جواب دیتے هیں اور اسے مثالوں سے سمجھاتے هیں لیکن مولانا هیں که وه اعتراض هی امام صاحب کی طرف منسوب فرما رهے هیں -

معاشی وجوه کے علاوه مقاصد کے لئے بھی امام صاحب نے ضبط ولادت کو جائز قرار دیا هے - ان میں سے ایک اور صورت بالکل آج کل کے حالات اور ضروریات کے مطابق هے ۔ اور وه هے عورت کی صحت کو قائم رکھنے کے لئے - عزل کی اهمیت کا اندازه اس بات سے هو سکتا هے که امام‌صاحب عزل کو آداب انسانی کے خلاف سمجھنے کے باوجود ان مقاصد کے لئے اسے جائز سمجھتے هیں -

” الثانية استبقاء جمال المرأة وسمنها لدوام التمتع واستبقاء حياتها خوفاً من خطر الطلق وهذا ايضاً ليس منهياً عنه (۵)

(دوسری صورت یه هےکه عورت کی خوبصورتی اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے که وه اس کی زندگی کے لئے مفید هو اور اسے طلاق کا خوف باقی نه رهے تو ایسی صورت میں بھی ضبط ولادت جائز هے) -

معلوم نہیں مولانا کو یه عبارت کیوں نظر نہیں آئی اور اس کے بر عکس انہوں نے امام صاحب کی وه لمبی چوڑی عبارتیں نقل کر دی هیں جن میں نکاح کرنے کی رغبت دلائی گئی هے - اور یه که جو شخص طلب اولاد میں سرگرم هوتا هے وه مختلف پہلوؤں سے الله تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا هے - (۶)

جہاں تک معاشی وجوه اور عورت کی صحت کو برقرار رکھنے کا تعلق هے اس بارے میں هم امام صاحب کی حتمی رائے نقل کر آئے هیں ' که وه ان مقاصد کے لئے ضبط ولادت کو جائز قرار دیتے هیں - مولانا اگر احیاء العلوم کے دونوں ابواب ” آداب النکاح اور آفات النکاح “ کو اچھی طرح پڑھ لیتے تو ان کو معلوم هو جاتا که ان عبارتوں کا روئے سخن کس طرف هے - دراصل صوفیا کا ایک ایسا اهم گروه پیدا هو چلا تھا جو سرے سے نکاح کو هی غیر

ضروری قرار دینے لگ گیا - اس نظریه کے اثرات ابھی تک پائے جاتے ھیں - چنانچه امام صاحب نے بہت سے اجل صوفیا کرام کے اقوال بھی نقل کئے ھیں -

" ولذلك اعتذر بعضهم من التزوج وقال انا مبتلی بنفسی وکیف اضیف الیها نفساً اخری" (۷)

اس طرح بعض حضرات نے اپنے آپ کو شادی کرنے سے معذور قرار دیا اور کہا که میں خود آزمائش میں پھنسا ھوا ھوں ایک دوسری جان کا اس میں کیوں اضافه کروں -

ابراھیم بن ادھم کا مسلک ان الفاظ میں نقل کرتے ھیں -

" وکذلك اعتذر ابراھیم بن ادھم رحمه الله تعالی، وقال : لا اغر امراۃ بنفسی ولا حاجةً لی فیهن" (۸)

(حضرت ابراھیم بن ادھم نے بھی شادی کے معامله میں معذرت چاھی اور فرمایا که میں کسی عورت کو دھوکه نہیں دینا چاھتا اور نه میں ان کا حاجتمند ھوں) -

اس طرح ایک اور صوفی کا قول نقل کرتے ھیں -

وکذلك اعتذر بشر وقال یمنعنی من النکاح قوله تعالی ولهن مثل الذی علیهن وکان یقول لو کنت اعول دجاجة لخفت ان اصیرا جلادا علی الجسر (۹)

اسی طرح حضرت بشر نے بھی شادی سے معذرت چاھی اور فرمایا که مجھے تو شادی سے یه فرمان باری تعالیٰ روکتا ھے که ان کے حقوق بھی ویسے ھیں جیسے ان کی ذمه داریاں اور فرمایا که مجھے ایک مرغی ھی پالنی پڑے تو سمجھوں کسی پل پر جلاد بنا دیا گیا ھوں -

سفیان بن عیینہ کی طرف سے بھی ایسے خیالات منقول ہیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی نے اہل و عیال والے کو فلاح پاتے بھی دیکھا ہے ؟ (۱۰)

امام ابن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے جب شادی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے بھی یہی فیصلہ دیا کہ فان ملك نفسہ فترکہ اولی - اگر وہ ضبط نفس سے کام لے سکتا ہے تو اس کے لئے شادی نہ کرنا ہی افضل ہے - (۱۱)

ان خیالات کی وجہ سے عوام کا ایک طبقہ بھی نکاح سے دور ہو رہا تھا - امام صاحب کے جو اقتباسات نقل کئے گئے ہیں ان سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ وہ ان رجحانات کا اثر کم کرنے کے لئے تھے کیونکہ جہاں تک معاشی وجوہ یا عورت کی صحت برقرار رکھنے کے لئے ضبط ولادت کی ضرورت ہے اسے وہ غیر مبہم الفاظ میں جائز قرار دیتے ہیں جو ہم ابھی نقل کر آئے ہیں -

حنفی فقہا اور ضبط ولادت

آئمہ مجتہدین نے بڑی وضاحت سے اس مسئلہ کو بیان فرما دیا ہے لیکن مولانا نے ان کا مسلک نقل کرنے کی بجائے اپنی طرف سے یہ فرض کر لیا ہے کہ یہ ان کے نزدیک مکروہ ہے اور پھر اس پر وہ ساری عمارت اٹھاتے ہیں - فرماتے ہیں - ''لیکن ہمارے فقہا کا دین کے معاملات میں احتیاط کے سبب بالعموم طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ جب تک کسی چیز کی حرمت واضح اور قطعی طور پر قرآن و حدیث میں نہیں پاتے اس کو مکروہ ہی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں علامہ ابن قیم نے متقدمین کے اقوال سے کتنی مثالیں ایسی پیش کی ہیں جو صریح ثبوت اس بات کا بہم پہنچاتی ہیں کہ یہ لوگ لفظ کراہت کا استعمال کرتے ہیں اور مراد اس سے حرمت ہوتی ہے'' (۱۲)

مولانا نے فقہاء کا مسلک بیان کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیا ہے - ان کا مسلک بیان کرنے کی بجائے اپنی طرف سے فرض کر لیا ہے کہ عزل اور ضبط ولادت ان کے نزدیک مکروہ ہے اور پھر اس مکروہ کی حرمت اس انداز سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا اس کراہت پر آئمہ مجتہدین کا اجماع ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے - آئمہ اربعہ اس کے جواز کے قائل ہیں

مولانا ابن حزم کے استاد کا فتویٰ ھی اٹھا کر دیکھتے تو ان کو یہ عبارت مل جاتی :-

اما العزل فقه حرمه طائفة لكن الائمة الاربعة على جوازه باذن المراة (۱۳)

(کچھ اہل علم نے اگرچہ عزل کے جواز کو تسلیم نہیں کیا لیکن جہاں تک مذاهب اربعہ کے آئمہ کا تعلق ہے وہ اسے عورت کی اجازت سے جائز قرار دیتے ھیں) -

همارے ملک میں چونکہ زیادہ تر حنفی فقہ کا ھی رواج ہے اس لئے ہم صرف اسی سے تفصیلی دلائل پیش کریں گے - ان دلائل سے یہ بات اچھی طرح واضح ھو جائے گی کہ یہ حضرات مختلف وجوہ کی بنا پر ضبط ولادت کے جواز کے قائل ھیں - چاھے اس کے لئے عزل کا طریقہ اختیار کیا جائے یا کوئی اور - دوسرے طریقوں کی تفصیل بھی آگے آئے گی -

علامہ ابن همام احناف کا مسلک ان الفاظ میں بیان کرتے ھیں -

العزل جائز عند عامة العلماء وكرهه قوم من الصحابة والصحيح الجواز (۱۴)

(علماء کی اکثریت کے نزدیک عزل جائز ہے اگرچہ کچھ صحابہ نے اسے ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور صحیح مسئلہ یہ ہے کہ یہ جائز ہے) -

عام حالات میں تو یہ حضرات اس مقصد کے لئے بیوی کی رضامندی ضروری قرار دیتے ھیں لیکن بعض صورتوں میں جن کا وجود آج کل بدرجہ اتم موجود ہے بیوی کی رضامندی کی شرط بھی اڑا دی گئی ہے - مثلاً اگر ماحول برا ہے اور خدشہ ہے کہ اس کا برا اثر بچے پر پڑے گا تو پھر بیوی کی رضامندی کے بغیر بھی ضبط ولادت جائز ہے - حنفی فقہ کی مشہور کتاب ''شامی'' میں ہے

" وفی القسهتاني ان للسيد العزل عن امته بلاخلاف وكذا الزوج الحرة باذنها وفی الفتاوي ان خاف من الولد السوء فی الحرة ليسعه العزل بغير رضاها لفساد الزمان" (١٥)

قھستانی میں ھے کہ آقا لونڈی کے بغیر اس کی اجازت کے عزل کر سکتا ھے اور اس طرح آزاد خاوند اپنی آزاد بیوی سے اس کی اجازت سے - لیکن فتاوی میں ھے کہ اگر آزاد عورت سے فساد زمانہ کی وجہ سے اولاد کے بد کردار ھونے کا خدشہ ھو تو اس کی رضامندی کے بغیر بھی ضبط ولادت کے لئے عزل کر سکتا ھے -

پھر اس کتاب میں اس عبارت کی تشریح حاشیہ میں یوں کی گئی ھے -

" ويعزل عن الحرة وكذا المكاتبة باذنها لكن فی الخانية انه يباح في زماننا لفساد الزمان - قال الكمال فليعتبر عذراً مسقطاً لاذنها" (١٦)

(آزاد اور مکاتبہ (نیم آزاد) عورت سے عزل کرنا اس اجازت پر موقوف ھے لیکن فتاوی خانیہ میں ھے کہ فساد زمانہ کی وجہ سے (ضبط ولادت کے لئے) عورت کی اجازت کی ضرورت بھی نہیں امام الکمال ابن ھمام فرماتے ھیں کہ اس عذر یعنی برے زمانے کی وجہ سے عورت کی اجازت کا حکم ساقط ھو گیا) -

ضبط ولادت کے دوسرے طریقے

آئمہ نے بحث کے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا عزل سے جہاں بھی بحث کی گئی ھے تو اس سے مراد اس کا ضبط ولادت کے لئے استعمال ھے - تاھم یہ جواز طریقہ عزل تک ھی محدود نہیں ھے - اس زمانے میں اس مقصد کے لئے اور جو طریقے بھی استعمال ھوئے تھے فقہاء کرام نے سب کی اجازت بڑی صراحت سے دی ھے - علامہ ابن عابدین ضبط ولادت پر بحث ختم کرتے ھوئے فرماتے ھیں :-

” اخذ فی النهر من هذا ومما قدمه الشارح عن الخانية والكمال انه يجوز لها سد فم رحمها كما تفعله النساء مخالفاً لما بحثه فی البحر من انه ينبغي ان يكون حراماً بغير اذن الزوج قياساً علی عزله بغير اذنها قلت لكن فی البزازية ان له منع امراته عن العزل ـ نعم النظر الی الفساد والزمان يفيد الجواز من الجانبين ـ (۱۷)

(اس بحث سے اور فتاوی خانیہ اور علامہ ابن ہمام کے بیان سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ضبط ولادت کے لئے رحم کا منہ بند کر دینا جائز ہے، جیسا کہ عورتوں میں مروج ہے۔ اس صورت کو عزل پر قیاس کرتے ہوئے یہ بھی مرد کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہونا چاہیئے - ہم کہتے ہیں کہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مرد اپنی بیوی کو عزل سے روک سکتا ہے ہاں فساد زمانہ کی وجہ سے ضبط ولادت میاں بیوی دونوں کی طرف سے جائز ہے -

مولانا نے اپنی تنقید میں طنزاً جو یہ فرمایا تھا کہ مزید کامیابی ڈاکٹر صاحب کو اس میدان تحقیق میں یہ حاصل ہو جاتی ہے کہ امام غزالی رح اور حنفی فقہاء صاف صاف فرما گئے ہیں کہ ضبط تولید کے عدم جواز کا کوئی ثبوت موجود نہیں تو اس کے لئے یہ دلائل کافی ہوں گے - اب وہ خود ہی دیانت داری سے فرما دیں کہ ان حضرات کا مسلک نقل کرنے میں کس نے کس حد تک دیانتداری سے کام لیا ہے -

اگرچہ بحث کا محور امام غزالی اور حنفی فقہاء کا مسلک تھا جس کے متعلق ہم نے مفصل عرض کر دیا ہے - ضمناً اس بحث میں قرآن مجید اور احادیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے اس لئے ان استدلالات پر بھی ایک نظر ڈالتے جائیں -

قرآن مجید اور ضبط ولادت

اتنا تو مولانا کو بھی تسلیم ہے کہ قرآن میں ضبط ولادت کی حرمت کے متعلق کوئی واضح یا حتمی حکم نہیں ہے - فرماتے ہیں -

'' اگر کسی چیز کے ناجائز ہونے کے لئے یہ ضروری قرار دیا جائے کہ تصریح اور تعین کے ساتھ قرآن میں اس کا ذکر ہی ہو تو پھر بے شمار چیزوں کی حرمت کالعدم ہو جائے گی '' (۱۸)

تاہم ضبط ولادت کو قتل اولاد سے مشابہ قرار دے کر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے اس کے ناجائز ہونے پر استدلال فرمایا ہے -

ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم -
(انعام ۱۵۱)

اور تم اپنی اولاد کو فقر کے سبب قتل نہ کرو - ہم ہی تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور ان کو بھی روزی دیتے ہیں -

ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم
(بنی اسرائیل - ۳۱)

اور تم اپنی اولاد کو اندیشہ فقر سے قتل نہ کرو ہم ہی انہیں روزی دیتے ہیں اور تم کو بھی (۱۹)

مولانا کے نقطۂ نظر کے مطابق ان آیات کی رو سے ضبط ولادت اللہ تعالیٰ کی شان رزاقی کے خلاف ہے، لہذا ناجائز ہے - ضبط ولادت کے مخالفین اکثر ان آیات کو پیش کرتے ہیں اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کا جواب ائمہ مجتہدین کی زبانی دیں -

معلوم نہیں حمل ہونے سے پہلے کی حالت کو قتل اولاد قرار دینے کے لئے مولانا کے پاس کونسی دلیل ہے - اس سلسلہ میں انہوں نے ایسی کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا - ائمہ مجتہدین کے نزدیک تو کوئی حمل بھی انسانی

جان شمار نہیں ہوتا جب تک اس میں جان نہ پڑ جائے جس کی مدت انہوں نے چار ماہ مقرر کی ہے اور مزید یہ کہ جان پڑنے سے پہلے ان کے نزدیک ایسے حمل کا گرا دینا مباح ہے - حنفیہ کا مسلک یہ ہے -

ان الجنین لم یعتبر نفساً عندنا لعدم تحقق ادمته ـ (۲۰)

(ماں کے پیٹ میں بچہ عدم تحقق ادمیت کی وجہ سے ہمارے نزدیک جان شمار نہیں ہوتا) اس لئے ایسے حمل کا ان کے نزدیک ساقط کرا دینا مباح ہے - علامہ ابن ہمام حنفیہ کا مسلک ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں :-

وهل یباح الاسقاط بعد الحمل . یباح مالم تخلق شیأ منه ثم فی غیر موضع قالوا ولا یکون ذلك الا بعد مائة وعشرین یوماً (۲۱)

کیا حمل کے بعد اسقاط جائز ہے - ہاں جب تک کوئی عضو نہ بنا ہو تو حمل کا گرا دینا جائز ہے اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ بچے کے اعضاء چار ماہ کے بعد ہی ظاہر ہونا شروع ہوتے ہیں -

عورت کو بھی اس کی کھلی اجازت ہے کہ وہ ایسے حمل کو جس کی مدت بالعموم چار ماہ قرار دی گئی ہے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی ساقط کرا سکتی ہے -

وکذلك المرأة یسعها ان تعالج الاسقاط الحمل ولم یستبن شی من خلقه وذلك مالم یتم له مائة وعشرون یوماً ـ (۲۲)

اسی طرح عورت کو بھی حمل ساقط کرا دینے کی اجازت ہے بشرطیکہ ابھی تک بچے کا کوئی عضو نہ بنا ہو اور یہ عمل ایک سو بیس دن کے بعد ہی شروع ہوتا ہے -

ہمارے بڑے بڑے علماء اس کے مطابق فتوی دیتے ہیں - مولانا رشید احمد گنگوہی جیسے عالم دین نے اس کے مطابق فتوی دیا - اپنے فتوی نمبر ۶۳۷ میں فرماتے ہیں :

"اسقاط حمل قبل جان پڑنے سے جائز ہے مگر اچھا نہیں ہے اور جان پڑ جانے کے بعد حرام ہے (۲۳) -

معلوم نہیں فقہ کی کتابوں پر اتنی گہری نظر کے باوجود مولانا ان اقوال سے کیسے بے خبر رہ گئے -

ضبط ولادت اور احادیث

مولانا نے امام غزالی رح اور فقہا کے مسلک سے اپنی تائید حاصل کرنے کی کوشش کی ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے خود ان کی اپنی تسلی بھی نہیں ہوئی جیسا کہ ان کی مندرجہ ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے -

"امام غزالی رح ہوں یا فقہاء یہ لوگ کوئی بات نہ اپنے جی سے کہتے ہیں اور نہ دین کے معاملے میں انہیں اپنے جی سے کہنے کا حق ہے - اس وجہ سے کسی صاحب علم کے لئے یہ بات صحیح نہیں ہے کہ وہ مجرد ان کے کسی قول پر اپنے کسی فتوی یا اجتہاد کی بنیاد رکھ دے - بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کی کسوٹی پر جو دین میں حق و باطل کے امتیاز کی کسوٹی ہے پرکھ کر دیکھے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کے اندر کتنا وزن ہے - لیکن ہمارے ان ڈاکٹر صاحبان نے یہ عجیب وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ اگر بات ان کی خواہشوں کے خلاف ہو تب تو یہ قرآن ، حدیث کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے، بڑی بے دردی سے سب پر ہاتھ صاف کر جاتے ہیں ، لیکن کسی کی کوئی بات ان کی خواہش کے مطابق مل جائے ، تو اس کو فوراً دین میں حجت مان لیتے ہیں - ان حضرات کی اس فتنہ جویانہ روش کی وجہ سے اگرچہ ان سے کوئی بات کرنا اپنا وقت

برباد کرنا ہے لیکن جب یہ سوال چھڑ گیا ہے تو ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ عزل کے متعلق تمام احادیث باب پر بھی ایک نظر ڈالی جائے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ ان سے اجازت نکلتی ہے یا نہیں اگر نکلتی ہے تو اس کی نوعیت کیا ہے ؟ (۲۴)

ہم نے یہ اتنی لمبی عبارت اس لئے نقل کی ہے کہ مولانا کو اس بارے میں کسی قسم کا گلہ نہ رہے ۔ فقہاء اور امام غزالی رح کے مسلک کی مولانا نے جس طرح تعبیر کی قارئین اس کا نمونہ دیکھ آئے ہیں - احادیث کو نقل کرنے سے گریز کیا ہے اور ضعیف حدیث پر اپنے دعوے کی عمارت کھڑی کی ہے -

مولانا نے عزل کی ممانعت میں پانچ احادیث نقل فرمائی ہیں جن میں پہلی اور تیسری حدیث کا مضمون ایک ہی ہے جس کے معنی مولانا خود یہ متعین فرماتے ہیں " یعنی حضور کے ارشاد کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو کیا بگڑتا ہے (۲۵) یعنی حتمی نہی نہیں ہے - ان احادیث میں سے جس حدیث میں صراحت سے حتمی نہی پائی جاتی ہے اور جس کا مولانا نے بڑا سہارا لیا ہے وہ حدیث نمبر ۵ ہے اس حدیث پر گفتگو کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث اور اس پر مولانا نے جو نوٹ دیا ہے اسے من و عن نقل کر دیا جائے ۔

۷ — (وَعَنْ جُذَامَةَ بِنْتِ وَهْبِ الأَسَدِيَّةِ قَالَتْ ، حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ وَهُوَ يَقُولُ : لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الغِيلَةِ . فَنَظَرْتُ فِي الرُّومِ وَفَارِسَ فَإِذَا هُمْ يُغِيلُونَ أَوْلَادَهُمْ ، فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ شَيْئًا ، ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ العَزْلِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ : ذَلِكَ الوَأْدُ الخَفِيُّ ـ وَإِذَا المَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ـ ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ) .

... پھر لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ایک مخفی قسم کا اولاد کو زندہ درگور کرنا ہے اور آپ نے یہ آیت پڑھی و اذالموؤدۃ الآیہ -۲۶

مولانا نے اس حدیث کی تشریح ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے -

" اس حدیث میں عزل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واد خفی یعنی اولاد کو زندہ درگور کرنے کی ایک مخفی قسم قرار دیا ہے۔ غور فرمائیے کہ جب عزل کو حضور نے واُد خفی قرار دیا، درآنحالیکہ خاندانی منصوبہ بندی کی تمام تدبیروں میں سب سے زیادہ غیر موثر تدبیر یہی ہے تو پھر خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق اس روشنی میں کیا فتوی دیا جائے گا جو فی الواقع نسل کشی کی نہایت موثر اور کارگر اسکیم ہے۔ " (۲۷)

مولانا کے لئے مناسب تو یہی تھا کہ اپنے مطلب کی اس اہم حدیث کو مکمل نقل کرتے - صرف مطلب کا ٹکڑا نقل کردینے سے اس پر پوری طرح بحث نہیں ہوسکتی دراصل مولانا نے اس طرح اس کا ضعف چھپانے کی کوشش کی ہے - اس حدیث کی راوی جذامہ" بنت وھب الاسیدیہ ہیں - اس حدیث کے ضعیف ہونے کے متعلق آئمہ حدیث کے اقوال ملاحظہ ہوں - علامہ شوکانی فرماتے ہیں -

" ومنهم من ضعف حديث جذامة هذا المعارضة لما هو اكثر منه طرقاً - (۲۸)

(چونکہ یہ حدیث دوسری کثیر صحیح الاسناد احادیث کے معارض ہے اس لئے بعض آئمہ حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے) -

آئمہ اهل حدیث کا مسلک

فقہاء کا مسلک آپ دیکھ چکے ہیں آئمہ حدیث کی اس تصریح سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو رہی ہے کہ وہ بھی عزل کے جواز کے قائل ہیں - بعض دوسرے آئمہ نے اس حدیث کے اس آخری ٹکڑے کو جسے مولانا نے اپنے استدلال میں پیش کیا ہے ضعیف قرار دیا ہے ۔

وقد ضعف حديث جذامة اعني الزيادة التي في اخره بانه تفرد بها سعيد بن ابي ايوب عن ابي الاسود ورواه مالك ويحيى

بن ایوب عن ابي الاسود فلم يذكراها و لمعارضتها لجميع احاديث الباب وقد حذف هذه الزيادة اهل السنن الاربع (۲۹)

(حدیث جذامہ" کے آخری حصہ کو اس لئے ضعیف قرار دیا گیا ہے کہ اس میں سعید بن ابی ایوب کا ابوالاسود سے روایت کرنے میں تفرد پایا جاتا ہے - امام مالک اور یحیی بن ابی ایوب نے ابوالاسود سے یہی حدیث روایت کی ہے تو اس میں آخری حصہ متعلقہ عزل بیان نہیں کیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ ٹکڑا اس موضوع پر دوسری کثیر احادیث کے خلاف ہے - اور صحاح ستہ کی چار سنن کی کتابوں میں اس ٹکڑے کا ذکر تک نہیں -

یہ ہے حقیقت مولانا کی حتمی نہی والی حدیث کی - انہوں نے احادیث نقل کرتے ہوئے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس باب کی تمام احادیث نقل کریں گے لیکن وہ ان احادیث کو جن سے ان کی حتمی نہی والی حدیث کا ضعف ظاہر ہوتا تھا بالکل ہی نظر انداز کر گئے ہیں یہ بھی ایک کمال ہے کہ اس موضوع کی صحیح احادیث کو چھوڑ کر ضعیف حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اور جن احادیث سے واشگاف الفاظ میں بڑی صراحت سے اجازت ثابت ہوتی ہے ان کو ھاتھ تک نہیں لگایا - وہ احادیث یہ ہیں -

٤ - (وعَنْ أبي سَعِيدٍ قالَ ، قالَتِ اليَهُودُ : العَزْلُ المَوْؤُودَةُ الصُّغْرَى ، فقالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ : كَذَبَتْ يَهُودُ ، إنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَوْ أرادَ أنْ يَخْلُقَ شَيْئاً لَمْ يَسْتَطِيعْ أحَدٌ أنْ يَصْرِفَهُ ، رَوَاهُ أحْمَدُ وأبُو داوُدَ)

حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ یہود نے عزل کو چھوٹے پیمانہ پر زندہ درگور کرنے سے مشابہ قرار دیا تو حضور صلعم نے انہیں جھٹلاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جسے پیدا کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا - ۳۰

تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ امام ترمذی نے بھی یہی روایت کی ہے۔

" ومثله ما اخرجه الترمذي وصححه عن جابر قال كانت لنا جوار وكنا نعزل فقالت اليهود ان تلك المؤودة الصغرىٰ فسئل النبى صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال كذبت اليهود لو اراد الله خلقه لم يستطع احد رده" - (۳۱)

اس کی مانند امام ترمذی نے حضرت جابر سے ایک روایت بیان کی ہے کہ ان کی کچھ لونڈیاں تھیں جن سے وہ عزل کرتے تھے۔ یہود نے اسے چھوٹے پیمانہ پر زندہ درگور کرنے سے مشابہ قرار دیا تو آپ نے یہود کے اس عقیدے کو جھٹلا دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جسے پیدا کرنا چاہے کوئی اسے روک نہیں سکتا۔

صحابہ کرام اور ضبط ولادت

اس کی مزید وضاحت کے لئے صحابہ کرام کی اس مجلس کا حال سنئے جس میں اجل صحابہ موجود تھے اور عزل کا ذکر چل نکلا۔

عن عبيد بن رفاعة عن ابيه قال جلس الى عمر رض على رض و الزبيررض وسعد رض فى نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فتذاكروالعزل فقالوا لابأس به ، فقال على لا تكون موؤدة حتى تمر عليها التارات السبع حتي تكون سلالة من طين ثم تكون نطفة ثم تكون مضغة ثم تكون عظاماً ثم تكون لحما ثم تكون خلقاً آخر فقال عمر : صدقت ، اطال الله بقاءك - (۳۲)

حضرت عبید بن رفاعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رض کے پاس صحابہ کرام کی جماعت میں حضرت علی رض حضرت زبیر رض اور حضرت سعد رض تشریف فرما تھے کہ عزل کا ذکر چل نکلا تو سب نے کہا کہ اس

میں کوئی حرج نہیں ان میں سے ایک آدمی نے (یہود) کا مسلک پیش کیا کہ یہ ایک قسم کا چھوٹے پیمانہ پر اولاد کا زندہ درگور کرنا ہے تو حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ یہ ایسا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس پر سات دور نہ گزر جائیں - یعنی مٹی سے سلالہ پھر نطفہ پھر علقہ پھر لوتھڑا پھر ہڈیوں اور گوشت کی صورت اختیار کرلے تو تب یہ دوسری مخلوق ہوگی۔ حضرت عمر رضؓ نے بھی آپ کی تصدیق کی اور دعا دی -

یہ تو تھے شرعی دلائل جن کی کھینچ تان میں مولانا نے کوئی کسر نہیں چھوڑی یہاں تک کہ ناجائز اور مباح کو حرام کر دکھایا ہے - شرعی دلائل میں جب انہیں ایسا کرنے سے کوئی چیز نہ روک سکی تو عقلی دلائل میں تو ان کا میدان اور بھی وسیع تھا اس لئے ہم ان کے عقلی دلائل کا جائزہ لینا بے سود سمجھتے ہیں - میرے خیال مین تو شرعی دلائل میں اتنی وضاحت موجود ہے کہ کسی قسم کے عقلی دلائل کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی-

مولانا سے التماس ہے کہ وہ اس جائزہ کو غور سے ملاحظہ فرمائیں اور پھر خود ہی انصاف فرمائیں کہ کس نے کس حد تک دیانتداری سے کام لیا ہے - اور کس نے عجیب وطیرہ اختیار کیا ہے -

ربنا نعوذبک من شرور انفسنا

حوالہ جات

۱- ماھانہ '' میثاق ''، اکتوبر ۱۹۶۴ء، ص ۳۳
۲- ایضاً، ستمبر ۱۹۶۴ء، ص ۴۰
۳- '' احیاء علوم الدین ''، جلد ۲، مطبعہ مصطفیٰ البابی (۱۹۳۹ء)، ص ۵۳
۴- ایضاً
۵- ایضاً، کتاب آداب المعاشرۃ
۶- ماھنامہ '' میثاق ''، لاھور، اکتوبر ۱۹۶۴ء ص ۳۵ - ۳۷
۷- '' احیاء علوم الدین ''، جلد ۲، ص ۳۵ (باب آفات النکاح)

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً ص ۳۴

۱۲۔ ماہنامہ " میثاق " اکتوبر ۱۹۶۴ء' ص ۴۷

۱۳۔ مختصر الفتاوی المصریہ ' مطبعہ السنۃ المحمدیہ ' مصر ' ص ۴۳۱

۱۴۔ " فتح القدیر " جلد ۲' مطبوعہ نولکشور ' ص ۱۰۶

۱۵۔ شامی، " رد المحتاد "، جلد ۲، ص ۳۸۹' مطلب فی حکم العزل

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ " میثاق "، اگست ۱۹۶۴ء، ص ۴۲

۱۹۔ ایضاً، ستمبر ۱۹۶۴ء، ص ۴۴

۲۰۔ " رد المحتاد " ، جلد ۵، ص ۴۱۲

۲۱۔ " فتح القدیر " ، جلد ۲' ص ۱۰۷

۲۲۔ " فتاوی عالمگیری "، مطبع احمدی، جلد ۱، ص ۱۲۱

۲۳۔ " فتاوی رشیدیہ " (کامل، مبوب)' مطبوعہ محمد سعید ' ص ۳۵۷

۲۴۔ " میثاق "، لاہور ' اکتوبر ۱۹۶۴ء ' ص ۳۹

۲۵۔ ایضاً ' ص ۴۰

۲۶۔ ایضاً ' ص ۴۳

۲۷۔ ایضاً

۲۸ " نیل الاوطار " ، جلد ۶' مطبوعہ مصطفیٰ البابی ' ۱۹۶۱ء ' ص ۲۱۰

۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ " فتح القدیر "، جلد ۲' ص ۱۰۶